استحکام پاکستان کی بنیاد اسلامی نظامِ معیشت ہے
سیرتِ طیبہ کے آئینہ میں

پروفیسر ڈاکٹر عبدالوحید انڈھڑ

تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی معاشرے میں نظم معیشت بگڑتا ہے اور دولت چند افراد کے ہاتھوں میں سمٹ آتی ہے، اس معاشرے کے لئے سب سے اہم مسئلہ یہ ہو جاتا ہے کہ زندگی کی ضروریات کیسے آئیں، روٹی کہاں سے کھائیں اور تن ڈھانپنے کو کپڑا کہاں سے لائیں۔ یہ بات ہمیں تسلیم کرنی چاہئے کہ افلاس انسان کی اخلاقی اور روحانی قدروں کو برباد کر دیتا ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كَادَالْفقرُ اَنْ يَّكُوْنَ كُفراً (۱)

قریب ہے کہ مفلسی انسان کو کفر تک پہنچا دے۔

وہ شخص جس کے پاس پیٹ بھرنے کے لئے روٹی نہ ہو اور تن ڈھانپنے کے لئے کپڑا نہ ہو، وہ اس بات پر کان نہیں دھر سکتا ہے زندگی کا مقصد اللہ کی محبت اور اس کی عبادت ہے۔ شیخ شیرازی نے بجا کہا تھا۔

چناں قحط سالے شد اندر دمشق   کہ یاراں فراموش کردند عشق

ایک سال دمشق میں ایسا قحط پڑا کہ لوگوں کو عشق و عاشقی کی سب باتیں بھول گئیں، پاکستان میں بھی دولت چند افراد کے ہاتھوں میں سمٹ آئی اور معاشرہ بھوک اور ننگ کے ہاتھوں کراہنے لگا، عوام کی زبانوں پر ایک ہی سوال ہے، ہمارے معاشی مسائل کا حل تمہارے پاس کیا ہے؟ اس سوال نے اس شدت کے ساتھ سر اٹھایا ہے کہ آپ اس کو ٹال نہیں سکتے۔ اس کا جواب دیجئے واضح اور متعین جواب دیجئے۔

اسلام ایک مکمل ضابطہءحیات ہے۔ وہ عبادت بھی ہے، روحانیت بھی، تدبیر منزل بھی

ہے اور اصول تمدن بھی، وہ ہماری سیاست بھی ہے اور ہماری معیشت بھی۔ آیئے ہم سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں اپنے معاشی مسائل کا حل تلاش کریں، تا کہ پاکستان کی بنیادیں مزید مستحکم ہوسکیں۔ یہ بات تو بالکل صاف اور واضح ہے کہ معاشرہ میں دولت کا چند ہاتھوں میں سمٹ آنا، اسلامی نقطۂ نظر سے ایک بدترین اور سنگین جرم ہے، ارشاد ربانی ہے:

جو لوگ معاشرے کا خون چوستے ہیں اور سرمایہ سمیٹتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی خاطر معاشرے پر اسے خرچ نہیں کرتے، انہیں دردناک سزا کی خبر دو جس روز دوزخ کی آگ میں اسے گرم کیا جائے گا، اور اسی دولت سے ان کی پیشانیاں ان کے پہلو اور ان کی پیٹھ داغی جائیگی۔ یہی ہے وہ دولت جو تم اپنے لئے سمیٹ سمیٹ کر رکھتے تھے، پس دولت سمیٹنے کا مزہ چکھو۔(۲)

اسلام چاہتا ہے سرمایہ معاشرہ میں گردش کرے، جیسے رگوں میں خون دوڑتا ہے، وہ نظام جس میں چند افراد شتر بے مہار ہو کر کھیل کھیلتے ہوں، اور معاشرے کا خون چوستے ہوں، اسلام اسے باطل نظام قرار دیتا ہے، وہ ہمیں خبردار کرتا ہے۔

''ایسا نہ ہو کہ دولت صرف سرمایہ داروں ہی میں گردش کرتی رہے۔''(۳)

اکتناز کی بدترین صورت سود کھانا ہے۔ وہ سودی کاروبار ہی ہے جس نے ساری اجتمائی معیشت کی باگ دوڑ چند خودغرض سرمایہ داروں کے ہاتھ میں دے دی ہے، علامہ محمد اقبالؒ نے بجا کہا تھا:

ظاہر میں تجارت ہے حقیقت میں جوا ہے سود ایک کا لاکھوں کے لئے مرگ مفاجات
یہ علم، یہ حکمت، یہ تدبر، یہ سیاست پیتے ہیں لہو، دیتے ہیں تعلیم مساوات

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

''احتکار کرنے والے پر اللہ کی پھٹکار ہے۔''(۴)

شریعت کی زبان میں احتکار سے یہ مراد ہے کہ کوئی شخص بعض اجناس کو بہت بڑی مقدار میں اس لئے خریدے کہ بازار میں وہ اجناس کمیاب ہو جائیں، اور لوگ مجبور ہو جائیں گے کہ اسی کی طرف رجوع کریں، وہ من مانی قیمت لگائے اور اجناس کا نرخ جو خود ٹھہراوے لوگوں کو وہی نرخ قبول کرنا پڑے ایسے شخص پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی پھٹکار ہے۔

قرآن کریم نے نظم معیشت کو متوازن کرنے کے لئے چند اصول انسان کو بخشے قرآن مجید اس بات پر زور دیتا ہے:

''کہ وہی ہے جس نے تمہارے لئے یہ سب کچھ پیدا کیا جو روئے زمین پر ہے''۔(۵)

اور سورۃ سجدہ میں ہے:

''چار معین مدتوں میں روئے زمین پر مختلف غزاؤں کو اندازہ سے پیدا کیا، تمام ضرورت مندوں کا ان غذاؤں پر برابر کا حق ہے۔''(٦)

اور سورۂ نحل میں فرمایا:

''اور اللہ تعالیٰ نے تم کو ایک دوسرے پر رزق میں برتری عطا کی ہے۔ پھر جن کو برتری عطا کی ہے وہ اپنا رزق اپنے زیر دست کو نہیں لوٹاتے ہیں کہ وہ اس میں برابر کے شریک ہو جائیں پھر کیا یہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے صریحاً منکر نہیں ہو رہے ہیں۔(۷۷)

ان آیتوں سے یہ بات واضح ہوئی کہ قرآن کریم اس بات پر زور دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی نے رزق کی تمام انواع واقسام پیدا کی ہیں، وہی ہر فرد کی کفالت کرنے والا ہے، اور اللہ کی مخلوق کو اس کی پیدا کی ہوئی غزاؤں پر برابر کا حق ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''جو چیز تم کھیتی باڑی کرتے ہو کیا تم نے اس پر غور کیا ہے کیا تم انہیں اگاتے ہو یا ان کے اُگانے والے ہم ہیں۔''(۸)

''یہ ہوائیں کون چلاتا ہے؟ کون ہے جو مینہ برساتا ہے؟ دھوپ کس نے پیدا کی ہے؟ جس کی کرنوں سے تمہاری فصل پکتی ہے، اگر یہ سب کچھ ہم نے پیدا کیا ہے تو اسے ہماری خاطر معاشرے پر خرچ کرنے سے دریغ کیوں کرتے ہو؟''

دولت کو گردش میں لانے کے لئے اور معاشرے کے تمام افراد میں پھیلانے کے لئے اسلام نے یہ ترغیب دی ہے کہ:

''جو کچھ تم نے کمایا ہے اور جو کچھ زمین سے ہم نے نکالا ہے اس کا بہترین حصہ اللہ تعالیٰ کی راہ پر خرچ کرو، اور ردی چیزیں چھانٹ چھانٹ کر اللہ کی راہ میں نہ دیا کرو''۔(۹)

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی ترغیب دی زکوٰۃ کو واجب ٹھہرایا اور مالداروں سے ڈھائی فیصد رقم جبراً وصول کرنے کا حکم دیا اسلام میں کروڑوں کی رقم صرف مساکین کی کفالت کرنے کے لئے وقف کردی جاتی ہے دولت کو گردش میں لانے کے لئے حکم دیا کہ ہر شخص کی وفات پر اس کے مال اور اس کی زمین کو اس کے قریب کے اور دور کے رشتہ داروں میں بانٹ دیا جائے، جائیداد کے حصے تقسیم کئے جائیں تاکہ دولت ایک جگہ مرکز نہ ہو، اولادِ اکبر کی جانشینی کا قانون Law of Primoge Niture اور مشترکہ خاندان کا طریقہ Joint Family سسٹم اسلام نے اسی لئے ناجائز قرار دیا کہ اس سے دولت مرکوز ہوتی ہے، اس مقصد کے پیش نظر کہ نظامِ معیشت غیر متوازن نہ ہو۔ حکم ہوا کہ:

''اے ایمان والو! ایک دوسرے کے مال ناجائز طریقوں سے نہ کھایا کرو''۔(۱۰)

ہر وہ بات جس سے نظم معیشت کے بگڑ جانے کا خدشہ تھا اور اس کے غیر متوازن ہونے کا امکان تھا ناجائز قرار دے دی گئی، سود خوری، رشوت ستانی، ذخیرہ اندوزی، سٹہ

Speculation اور تجارتی قمار بازی کو حرام ٹھہرا دیا گیا۔

یوں اسلام زکوٰۃ عشر اور قانون وراثت کو نافذ کر کے اور سود خوری، ذخیرہ اندوزی اور تجارتی قمار بازی کو حرام ٹھہرا کر ایک متوازن Balanced نظم معیشت قائم کرتا ہے۔

یہ سمجھنا صریحاً غلط ہے کہ زکوٰۃ اور عشر ادا کرنے کے بعد سرمایہ دار کے مال پر معاشرے کا کوئی حق باقی نہیں رہتا، ترمذی کی حدیث ہے کہ قرآن کریم ہر قانون کی تمام ارتقائی کڑیوں کو محفوظ کرتا ہے، تاکہ جب بھی کسی معاشرے میں اسلامی قوانین کو نافذ کیا جائے وہ انہیں ارتقائی منزلوں سے گذرا کریں، جیسے شراب کی حرمت کا قانون، حسن مراحل سے قرآن مجید میں ان تمام مرحلوں کو محفوظ کیا، حرمت شراب کا پہلا مرحلہ یہ تھا:

''نماز کے قریب مت جاؤ، جب تم نشے کی حالت میں ہو۔''(۱۱)

اور حرمت شراب کی آخری ارتقائی منزل کا ذکر اس آیت میں کیا:

''اے ایمان والو! شراب، جوا، بت اور پانسے شیطانی عمل کی نجاست ہے، تم اس سے ہٹ جاؤ''۔(۱۲)

اسی طرح اسلام کے نظام معیشت کی آخری ارتقائی منزل قرآن مجید نے یوں بیان کی ہے:

''یہ لوگ ن کے پاس سرمایہ ہے، آپ سے آ کر پوچھتے ہیں کہ ہمیں کس حد تک خرچ کرنا ہوگا، آپ اُن سے کہہ دیجئے کہ تمہاری ضرورت سے جو کچھ زائد ہے وہ تمہیں معاشرے پر خرچ کر دینا چاہئے۔''(۱۳)

یہ بات جو میں کہہ رہا ہوں، مصر کے بہت سے علماء نے بھی کہی ہے، میں دانستہ طور پر ایک ثقہ عالم کا حوالہ دیتا ہوں، میری مراد مولانا محمود الحسنؒ سے ہے وہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

جملہ اشیاء بدلیل فرمان واجب الاذعان خَلَقَ لَكُمْ مَّافِى الْاَرْضِ جَمِيْعاً

تمام بنی آدم کی مملوک معلوم ہوتی ہیں، یعنی غرض خداوندی تمام اشیاء کی پیدائش سے رفع حوائج جملہ ناس (انسان ہے اور کوئی شئے فی حد ذاتہ کسی کی مملوک خاص نہیں بلکہ ہر شے اصل خلقت میں جملہ ناس میں مشترک ہے، اور من وجہ سب کی مملوک ہے، یہاں بوجہ نزاع وحصول انتفاء قبضہ کو علت ملک مقرر کیا گیا اور جب کسی شے پر ایک شخص کا قبضہ تامہ مستقلہ باقی رہے اس میں کوئی اور دست درازی نہیں کر سکتا۔ یہاں خود مالک وقابض کو چاہئے کہ اپنی حاجت سے زائد پر قبضہ نہ رکھے، بلکہ اس کو اوروں کے حوالے کردے۔ کیونکہ باعتبار اصل اوروں کے حقوق اس کے ساتھ متعلق ہو رہے ہیں، یہی وجہ ہے کہ مال کثیر حاجت سے بالکل زائد جمع رکھنا بہتر نہ ہوا، گو زکوۃ بھی ادا کی جائے یہی وجہ ہے انبیاء اور صلحاء اس سے نہایت مجتنب رہے، چنانچہ احادیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے، بلکہ بعض صحابہ وتابعین نے حاجت سے زائد رکھنے کو حرام ہی فرمادیا۔ (۱۴)

> حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
> جس کے پاس فالتو سواری ہو وہ اسے لوٹادے جس کے پاس سواری نہیں ہے اور جس کے پاس اپنی ضرورت سے زائد غذا ہے وہ ان لوگوں کے حوالے کردے جن کے پاس اتنی غذا نہیں ہے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ نے ایک ایک جنس اور مال کی ایک ایک قسم کا جدا جدا ذکر کیا، حتیٰ کہ ہماری یہ رائے ہوگئی کہ فالتو مال پر ہمارا کوئی حق نہیں رہا۔ (۱۵)

قرآن کریم یہ بار بار کہتا ہے کہ سرمایہ داروں کی دولت میں مساکین کا "حق" ہے۔
قرآن کریم لفظ "حق" بار بار استعمال کرتا ہے فرمایا:

وَفِىْٓ اَمْوَالِهِمْ "حَقٌّ" مَّعْلُوْمٌ ۝ لِلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ (۱۶)

اور سورہ بنی اسرائیل میں ہے:

وَاٰتِ ذَاالْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسَاكِيْنِ

وہ فرماتے ہیں کہ اس میں احسان کا کوئی سوال نہیں ہے جن کی طرف مال لوٹایا جارہا ہے، امام ابن حزمؒ المحلی کی چھٹی جلد میں یوں رقم طراز ہیں:

''اگر ارباب ثروت ایسے عادلانہ معاشی نظام کو منظور نہ کریں تو اسلامی سٹیٹ کا فرض ہے کہ اسلام کے اجتماعی معاشی نظام کے مطابق اربابِ ثروت کو قانوناً مجبور کریں اور اگر ملی خزانے کا میزانیہ کافی نہ ہوتو محروم المعیشت انسانوں کوسنبھالا دینے کے لئے صنعت کاروں اور جاگیرداروں سے پیسہ اور غلہ جبراً حاصل کر کے حق معیشت کی مساوات بروئے کار لائے، خواہ اہل دولت مالیانہ اور سرکاری واجبات ادا کر چکے ہوں۔''

اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام نے ہمیں نہایت متوازن اقتصادی Economicl اور سیاسی Political نظام بخشا ہے۔ لیکن مسلمان کی زندگی کا مقصد محض روٹی نہیں، میں نے یہ کہا تھا کہ جس وقت مزدور بھوکا ہو، وہ اللہ کی محبت اور عبادت کے گیتوں سے لطف اندوز نہیں ہوسکتا، اس کا پیٹ بھرنے کے بعد ہم اسے کہیں گے کہ دیکھو روٹی تمہاری زندگی کا مقصد تو نہیں ہے، مسلمان کی زندگی کا مقصد اللہ کی ذات اور اس کی صفات کی معرفت حاصل کرنا اور اس کی صفات سے خود متصف ہونا ہے اور اپنی تمام صلاحیتوں کو اللہ کا قرب اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے کھپا دینا ہے۔ مسلمان کی روح ہر آن اور لحہ نغمہ سرا ہے۔

الٰھی انت مقصودی و رضاک مطلوبی

الٰہی تو ہی میرا مقصود ہے اور تیری رضا ہی میرا مطلوب ہے

انسانی زندگی کا مقصد اس روئے زمین پر اللہ کی خلافت قائم کرنا ہے معاشرتی، اقتصادی اور سیاسی نظام جو اسلام نے ہمیں بخشا ہے اس مقصد کے حصول کے لئے محض وسائل اور ذرائع ہیں۔

مذکورہ بالا تحریر سے یہ بات واضح ہوگئی کہ قرآن سنت اور سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں

وہ بنیادیں اور اصول موجود ہیں اگر ہم ان اصولوں کو استحکام پاکستان کی بنیاد کے لئے استعمال کرنا چاہیں تو ہمارے لئے سیرت طیبہ بہترین نمونہ کی صورت میں موجود ہے۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ مشکوٰۃ المصابیح

۲۔ سورہ التوبہ

۳۔ سورہ الحشر، آیت ۴

۴۔ مشکوٰۃ المصابیح

۵۔ سورہ بقرہ، آیت ۲۸

۶۔ سورہ حم سجدہ، آیت ۹

۷۔ سورہ النحل، آیت ۷۰

۸۔ سورہ والواقعہ، آیت ۶۳، ۶۴

۹۔ سورہ البقرہ، آیت ۲۶۷

۱۰۔ سورہ النساء، آیت ۲۸

۱۱۔ سورہ النساء، آیت ۴۲

۱۲۔ سورہ المائدہ، آیت ۸۹

۱۳۔ سورہ البقرہ، آیت ۲۱۸

۱۴۔ تفسیر عثمانی، مولانا محمود الحسنؒ، ص ۶۶۸

۱۵۔ المحلی لابن حزم، ج ۶، ص ۱۵۷ تا ۱۵۸

۱۶۔ سورہ الذاریات آیت ۱۸